

40

دو المناک واقعات۔ سانحہ مونگ اور شمالی پاکستان اور آزاد کشمیر میں خوفناک زلزلہ
زلزلہ کے متاثرین کی امداد کے لئے جماعت محض اللہ کی خاطر خدمت میں مصروف ہے۔

خدا تعالیٰ نے جماعت کی قربانیاں نہ کبھی ضائع کیں اور نہ کرے گا

خطبہ جمعہ فرمودہ 14 اکتوبر 2005ء بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

شہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت قرآنی کی
تلاوت کی:-

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا
تَشْعُرُونَ ﴿۱۵۷﴾ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ
الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿۱۵۸﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ

مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿۱۵۹﴾ (البقرة: 155 تا 157)

پھر فرمایا:-

گزشتہ دنوں دو ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے ہر احمدی کے دل میں چاہے وہ کہیں کا
بھی رہنے والا احمدی ہے، ایک غم اور درد کی لہر دوڑادی۔ مختلف ممالک سے خطوط کے ذریعہ سے
اس کا اظہار ہوا۔ خاص طور پر پاکستانی احمدیوں کے لئے یہ دونوں صدمے بہت تکلیف دہ تھے۔ ہر
دل بے چین ہو گیا۔ ایک واقعہ تو گزشتہ جمعہ کو ہوا تھا جس کا میں نے خطبہ کے آخر پر ذکر بھی کیا
تھا۔ دوسرا واقعہ دوسرے روز صبح ایک خوفناک زلزلے کا تھا جس نے شمالی پاکستان اور کشمیر کے وسیع

علاقے میں خوفناک تباہی پھیلانی۔

جہاں تک پہلے واقعہ کا تعلق ہے ہمیں پتہ ہے کہ الہی جماعتوں پر امتحان آتے ہیں۔ تمام انبیاء پر ایسی سختیاں اور ظلم ہوئے اور انہوں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے فریاد کی اور صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ جماعت احمدیہ کی گزشتہ سو سال سے زائد کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ جب بھی جماعت کے افراد پر یا جماعت پر ایسا موقع آیا تو جماعت کے افراد نے صبر اور حوصلے کے ساتھ تمام ظلم برداشت کئے۔ کبھی قانون اپنے ہاتھ میں نہیں لیا۔ اور اسی صبر کا نتیجہ ہے کہ ہر ایسے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ جماعت کو پہلے سے بڑھ کر نوازتا ہے اور نوازتا چلا جا رہا ہے، اور انشاء اللہ تعالیٰ نوازتا رہے گا۔ اس لئے آج بھی افراد جماعت کو اور خاص طور پر ان لوگوں کو جن کے بچے، بھائی یا خاندان شہید ہوئے یا زخمی ہوئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے صبر کے ساتھ اس کا رحم اور فضل مانگتے رہنا چاہئے۔ یہ افراد جو شہید ہوئے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہمیشہ کی زندگی پا گئے اور جماعت احمدیہ کی تاریخ کا حصہ بن گئے ہیں جن کو آئندہ آنے والی نسلیں ہمیشہ یاد رکھیں گی۔

یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں یہی مضمون اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کے متعلق یہ مت کہو کہ وہ مُردہ ہیں۔ وہ مُردہ نہیں مگر تم نہیں سمجھتے۔ کتنا بڑا اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا ہے، وہ ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں۔ پس مونگ کے یہ آٹھ شہید اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر حاصل کرنے والے ہیں۔ پھر ان لوگوں کا خون تو اُس وقت بہایا گیا تھا جب خدا کے گھر میں اس کی عبادت میں مصروف تھے۔ ظالمانہ طور پر گولیوں کا نشانہ اس وقت بنایا گیا تھا جب وہ خدا کے حضور جھکے ہوئے تھے۔ یقیناً یہ شہداء اللہ تعالیٰ کی نظر میں ہمیشہ کی زندگی پانے والے ہیں۔ پس ہر احمدی جس نے خدا کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا اور شہادت کا مقام پایا، اس کے عزیز اور رشتہ دار اور ہر احمدی کو یہ مد نظر رکھنا چاہئے کہ یہ خدا کی خاطر قربانی کرنے والے اپنی دائمی زندگی بنا گئے ہیں، ہمیشہ کی زندگی بنا گئے ہیں۔ گوان کے بچوں اور قریبی عزیزوں کے لئے یہ صدمہ بہت بڑا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ملنے کے بعد ہم نے حوصلے اور صبر سے اس کو برداشت کرنا ہے اور اس آزمائش پر پورا

اترنا ہے، ان کے لئے دعا کرنی ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے کبھی بھی جماعت کی قربانیاں ضائع نہیں کیں اور یہ قربانیاں بھی انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرے گا۔ لیکن وہی بات ہے کہ ہمیں صبر سے کام لینا چاہئے۔ ہمارے لئے خوشخبریاں بھی اسی صورت میں ہیں جب ہم صبر کریں گے۔ اللہ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم ہمیشہ ان لوگوں میں شامل ہوں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ یعنی ان پر جب بھی کوئی مصیبت آتی ہے تو گھبراتے نہیں بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ پس جب یہ سوچ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اپنی خاطر قربانی دینے والے افراد کے درجات تو بلند فرما ہی رہا ہوگا۔ ان شہداء کے پیچھے رہنے والوں کے لئے یہ امتحان آسان کر دے گا۔ اور نہ صرف یہ کہ یہ امتحان آسان فرمائے گا بلکہ اپنے فضل سے ایسی برکات سے اور ایسے فضلوں سے نوازے گا کہ بندہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اگر ایک مومن کو کوئی دکھ پہنچے یا رنج پہنچے یا تنگی اور نقصان پہنچے اور اگر وہ صبر کرتا ہے تو اس کا یہ طرز عمل بھی اس کے لئے خیر و برکت کا باعث بن جاتا ہے۔“ (تفسیر الدر المنثور تفسیر سورة البقرة آیت نمبر 157)

کیونکہ وہ صبر کر کے ثواب حاصل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شہداء کے تمام عزیزوں کو صبر سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی جناب سے بے انتہا نوازے۔

ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تعلیم کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

”خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہیں ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو۔ گالیاں سنو اور چپ رہو۔ ماریں کھاؤ اور صبر کرو اور حتی المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے پکھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔“

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68)

پس ہمارا کام ہے کہ صبر کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں۔ اللہ کا خوف ہمارے سب خوفوں پر غالب ہو۔ اور اس کی رضا کا حصول ہماری زندگی کا مقصد ہو۔ بعض لوگ جلد بازی میں مخالف پر بعض دفعہ طعن و تشنیع کر جاتے ہیں یا دوسروں سے طعن و تشنیع کی باتیں کر جاتے ہیں۔ ایک احمدی کو یہ زیب نہیں دیتا۔ کسی نے مجھے کسی کی شکایت بھی لکھی تھی۔ ہم نے اپنا جو ایک امتیاز قائم رکھا ہوا ہے اسے قائم رکھنا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی طیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے۔ کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے؟ اور کیا تم اس کو سب سے عزیز نہیں سمجھتے۔ پس جب کہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ میں پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کرے گا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اس کا وفادار دوست کون ہے اور کون غدار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے۔ سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھائے گا۔“

(تذکرۃ الشہادتین، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68)

پھر آپ نے فرمایا کہ:

”یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا، اور پھولے گا اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے۔ تاکہ خدا تمہاری آزمائش کرے۔“

(رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 309)

تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود کا یہ درخت بڑھا اور بڑھ رہا ہے۔ اور ایک جگہ آپ نے فرمایا چھوٹی چھوٹی شاخ تراشیاں اس لئے ہوتی ہیں کہ مزید بہتری پیدا ہو۔ پس ہمارا کام اس ایمان پر قائم رہنا ہے کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ اس دنیا میں ہمیشہ سب شہیدوں کی اولادوں کو

بھی اللہ تعالیٰ نے نوازا ہے۔

ضمناً میں یہ بھی ذکر کر دوں کہ رمضان سے کچھ عرصہ پہلے ہی (شاید ایک ڈیڑھ مہینہ پہلے) کوئٹہ میں بھی ایک شہادت ہوئی تھی۔ وقتاً فوقتاً اکاؤنٹنگا و ہاں تو ہوتی رہتی ہیں۔ یہ بڑا ایک حادثہ ہوا تھا رمضان سے پہلے۔ ان کی اولاد کو بھی سب لوگ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ سب جماعت کا فرض بنتا ہے کہ شہداء اور ان کی اولادوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور آئندہ جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

اب میں کچھ ذکر گزشتہ دنوں پاکستان میں جو زلزلہ آیا ہے، اس کا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ زلزلہ جیسا کہ میں نے کہا کہ شمالی پاکستان کے کچھ حصوں اور کشمیر کے علاقے میں بہت زیادہ تباہی پھیلا کر گیا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بحیثیت انسان اور بحیثیت مسلمان بھی اس آسمانی آفت پر دل میں درد اور ڈکھ محسوس کر رہا ہے۔ اور ہم پاکستانی احمدی تو اپنے بھائیوں کی تکلیف اور دکھ دیکھ کر انتہائی دکھ اور کرب میں ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمارے ہم وطنوں کی تکلیفوں کو کم کرے اور انہیں آفات سے بچائے۔ میں نے صدر پاکستان اور وزیر اعظم پاکستان اور صدر آزاد کشمیر اور وزیر اعظم آزاد کشمیر کو جو افسوس کا خط لکھا تھا اس میں بھی انہیں یقین دلایا تھا کہ جماعت احمدیہ ہمیشہ کی طرح ان کی ہر ممکن مدد کرے گی۔ وطن کی محبت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ ہر پاکستانی احمدی اس کڑے وقت میں اپنے بھائیوں کی مدد کرے۔ عملی طور پر بھی اور دعاؤں سے بھی۔ اپنی تکلیفوں کو بھول جائیں اور دوسرے کی تکلیف کا خیال کریں۔ جماعت احمدیہ نے پہلے دن سے ہی جب سے کہ پاکستان کا قیام عمل میں آیا ہے ہمیشہ پاکستان اور مسلمانوں کے حقوق کے لئے قربانیاں دی ہیں اس لئے یہ تو کبھی کوئی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایک احمدی کا کوئی مسلمان بھائی تکلیف میں ہو یا ملک پر کوئی مشکل ہو اور ایک احمدی پاکستانی شہری دُور کھڑا صرف نظارہ کرے اور اس تکلیف کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ پس جماعت احمدیہ نے اس ملک کے بنانے میں بھی حصہ لیا ہے اور انشاء اللہ اس کی تعمیر و ترقی میں بھی ہمیشہ کی طرح حصہ لیتی رہے گی۔ کیونکہ آج ہمیں ”وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے“ کا سب سے زیادہ ادراک ہے۔ آج احمدی ہے جو جانتا ہے کہ وطن کی محبت کیا

ہوتی ہے۔ اور جس جس ملک میں بھی احمدی بستا ہے وہ اپنے وطن سے، اپنے ملک سے خالص محبت کی عملی تصویر ہے۔ اس لئے اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہے کہ پاکستانی احمدی ملک کے وفادار نہیں ہیں تو یہ اس کا خام خیال ہے۔

گو کہ اس زلزلے کے بعد سے فوری طور پر ہی افراد جماعت بھی اور جماعت احمدیہ پاکستان بھی اپنے ہموطنوں کی، جہاں تک ہمارے وسائل ہیں، مصیبت زدوں کی مدد کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن میں پھر بھی ہر پاکستانی احمدی سے یہ کہتا ہوں، ان کو یہ توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ ان حالات میں جبکہ لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں، کھلے آسمان تلے پڑے ہوئے ہیں، حتی المقدور ان کی مدد کریں۔ جو پاکستانی احمدی باہر کے ملکوں میں ہیں، ان کو بھی بڑھ چڑھ کر ان لوگوں کی بحالی اور ریلیف (Relief) کے کام میں حکومت پاکستان کی مدد کرنی چاہئے۔ وہاں کی ایمپیسوں نے جہاں جہاں بھی فنڈ کھولے ہوئے ہیں اور جہاں ہیومنٹی فرسٹ (Humanity First) نہیں ہے، ان ایمپیسز میں جا کر مدد دے سکتے ہیں۔

ہماری ذمہ داریاں تو کئی طرح بنتی ہیں۔ ایک بحیثیت انسان، جیسا کہ میں نے کہا کہ ایک احمدی کو سب سے زیادہ انسانیت کا ادراک حاصل ہے۔ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم محسن انسانیت کے سب سے زیادہ عاشق ہیں۔ اس لئے آج اگر دکھی انسانیت ہمیں بلا رہی ہے تو ہمیں اس کی مدد کے لئے آگے آنا چاہئے۔ یہ میں صرف اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میں پاکستانی ہوں اس لئے پاکستان کی مدد کریں۔ انڈونیشیا میں طوفان آیا وہاں بھی ہم نے مدد کی ہے اور جگہوں پر بھی آیا، وہاں پہ بھی مدد کی۔ ایران میں بھی کی، جاپان میں بھی کی۔ تو ہر جگہ جماعت احمدیہ ہمیشہ کرتی ہے۔ لیکن ہم میں سے یہاں بیٹھے ہوئے اکثریت جو پاکستانیوں کی ہے، اپنے وطن کی محبت کا تقاضا ہے کہ ان کو بہر حال مدد کرنی چاہئے۔ اور بحیثیت ایک مسلمان، قطع نظر اس کے کہ وہ لوگ ہمیں کیا سمجھتے ہیں، ہم بہر حال مسلمان ہیں اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے والے ہیں۔ اس لئے بحیثیت مسلمان ہمیں مدد کرنی چاہئے۔ عوام کی اکثریت کم علمی کی وجہ سے اپنے بعض علماء کے پیچھے پڑ کر ہمارے خلاف ہے لیکن یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی

طرف منسوب ہوتے ہیں۔ منسوب ہونے کا کم از کم دعویٰ رکھتے ہیں۔ اس لئے آج یہ تکلیف میں ہیں تو ہمیں اپنی تکلیفیں بھلا کر ان کی مدد کرنی چاہئے۔ پھر پاکستانی احمدی کا جیسا کہ میں نے کہا ایک پاکستانی شہری کی حیثیت سے بھی یہ فرض بنتا ہے کہ اس آسمانی آفت کی وجہ سے ملک میں جو تباہی آئی ہے اس کی بحالی کے لئے ملک کی مدد کریں۔

آسمانی آفات جب آتی ہیں تو پھر چھوٹا، بڑا، بچہ، بوڑھا، غریب، امیر سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ دیکھ لیں خبریں یہی بتاتی ہیں کہ بعض شہروں میں سرکاری افسران بھی اور ممبر آف پارلیمنٹ بھی، سیاسی لیڈر بھی، سکولوں کے بچے بھی، عورتیں بھی، بوڑھے بھی، سب کے سب بعض جگہوں پہ اس زلزلے کی وجہ سے مکانوں کے گرنے کی وجہ سے لقمہ اجل بن گئے، وفات پا گئے۔ تو یہ بہت بڑی تباہی تھی۔ شہروں کے شہرا جڑ گئے، دیہاتوں کے دیہات ملیا میٹ ہو گئے، بعض تو صفحہ ہستی سے ختم ہو گئے۔ ابھی تک بعض جگہوں پر امدادی ٹیمیں نہیں پہنچ سکیں۔ لیکن پھر بھی جو روز خبریں آتی ہیں بڑا خوفناک منظر پیش کرتی ہیں۔

بہر حال جیسا کہ میں نے کہا کہ جماعت بعض جگہ اپنے وسائل کے لحاظ سے امدادی کام کر رہی ہے اور کرنا بھی چاہئے۔ بعض جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں خدام الاحمدیہ کی ٹیمیں سب سے پہلے پہنچیں۔ نہ کوئی حکومتی ٹیم وہاں پہنچی، نہ کوئی فوج پہنچی، نہ کوئی اور ادارہ، این جی او یا کوئی اور پہنچا۔ لیکن بہر حال جماعت وہاں پہنچتی ہے اور خاموشی سے کام کرتی ہے کیونکہ اس کا اتنا زیادہ پراپیکٹڈ انہیں ہوتا، زیادہ شور شرابہ نہیں کرتی۔ مقصد صرف خدمت خلق ہوتا ہے اس لئے بہت سوں کو ان خدمات کا پتہ نہیں ہوتا جو چھپی ہوئی خدمات ہو رہی ہوتی ہیں۔ لیکن بعض احمدی کیونکہ مستقل فیکسیں بھیجتے رہتے ہیں یا مشورے بھی لکھتے رہتے ہیں کہ یوں ہونا چاہئے اور بعض غیر بھی یہ سمجھتے ہیں کہ کیونکہ احمدی خاموش ہیں تو شاید یہ لوگ، پاکستانی احمدی اس آسمانی آفت پر قوم سے ہمدردی نہیں کر رہے، اور ان کی مدد نہیں کر رہے۔ تو اس لئے میں مختصراً بعض کام جو فوری طور پر جماعت نے شروع کئے ان کے متعلق بتا دیتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ یاد رکھیں کہ جیسا میں نے کہا ہم تو اللہ تعالیٰ کی خاطر کام کرنے والے ہیں،

ہمیں کوئی نام و نمود نہیں چاہئے۔ کسی سے بھی اس کا اجر نہیں چاہئے۔ صرف دکھی انسانیت کی خدمت کرنا ہمارا مقصد ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ بعض لوگوں کی تسلی کے لئے مختصراً بتا دوں، پہلے بھی کہہ چکا ہوں، کہ بعض جگہ سب سے پہلے ہماری ٹیمیں پہنچی ہیں۔ وہاں ابتدائی طور پر جو بھی مدد ہو سکتی تھی وہ ان کی کی گئی۔ پھر جو حالات تھے کہ آفت کے بعد آفت۔ یعنی زلزلے کے بعد سخت بارش اور اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ گھر تو لوگوں کے رہے نہیں تھے، باہر ٹھنڈ میں لوگ پڑے ہوئے تھے جو اس آفت اور زلزلے سے بچ گئے تھے، گھروں میں دبنے سے بچ گئے تھے، بھوکے پیاسے تھے تو وہاں بھوک پیاس مٹانے کے لئے خشک راشن کا تو کوئی فائدہ نہیں تھا۔ کیونکہ باہر بارش ہو رہی تھی لکڑی جل نہیں سکتی تھی۔ تو ہمارے خدام اسلام آباد سے کئی کئی دیگیں چاول پکوا کے اور ان کے پیکٹ بنا کے لے جاتے تھے۔ جن علاقوں تک وہ پہنچ سکتے تھے قریب ترین، پورے علاقے کو تو سنبھال نہیں سکتے تھے، لیکن ایک دو گاؤں تک جہاں تک وہ پہنچ سکتے تھے وہ پہنچتے رہے اور روزانہ ڈیڑھ دو ہزار آدمیوں کو پکا ہوا کھانا ملتا رہا۔ پھر اس کے علاوہ روزانہ دو تین ٹرک جماعت کی طرف سے جن میں خشک راشن، کپڑے کمبل وغیرہ بھی جاتے رہے ہیں۔ پھر ملک کے دوسرے حصوں سے بھی ہر جگہ سے جہاں جہاں جماعت ہے انہوں نے ریلیف فنڈ کے لئے مدد کی ہے۔ احمدی سامان اکٹھا کر رہے ہیں اور بھیج رہے ہیں۔ کل ہی تین ٹرک چاول جس میں ساڑھے سات سو بوری چاول تھا۔ چار ٹرک کمبل، بستر اور گرم کپڑے وغیرہ سیالکوٹ، شیخوپورہ سے گئے ہیں۔ اس سے پہلے لاہور وغیرہ سے بھی جا چکے ہیں۔ پھر ربوہ سے کل ایک ٹرک گرم کپڑوں کا گیا ہے۔ وہاں لجنہ، انصار، خدام ماشاء اللہ سب یہ کام کر رہے ہیں۔ اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے ہیں اور یہ امدادی کام سنبھالا ہوا ہے۔ اور بڑی خوش اسلوبی سے یہ سہرا انجام دے رہے ہیں۔

دودن کی بات ہے میں ٹی وی پر سن رہا تھا کہ سرکاری عہدیدار، کوئی سیاسی لیڈر باتیں کر رہے تھے کہ آئندہ چند دنوں میں ان علاقوں میں شدید سردی پڑنے والی ہے۔ کشمیر کے علاقے میں تو ٹھنڈ ہوتی ہے۔ اس لئے فوری طور پر وہاں جو مسئلہ ہے وہ رہائش کا ہے۔ کیونکہ موجودہ

رہائش تو اس قابل نہیں رہی۔ اس لئے ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ وہاں ان کی رہائش کا مسئلہ حل کریں۔ اور پھر چونکہ بے تحاشا اموات ہوئی ہیں اور ان کو فوری طور پر دفنانے کا بھی انتظام نہیں ہے، ان کے پاس سامان نہیں اس لئے بیماری پھیلنے کا خطرہ ہے۔ تو ٹینٹ اور گرم کپڑے اور دوائیاں وغیرہ اور ڈاکٹر وغیرہ فوری طور پر وہاں چاہئیں۔

جماعت کا خیال تھا کہ کچھ علاقے مخصوص کر کے، جو بھی وہاں حکومت علاقے جماعت کے لئے مخصوص کر دے، وہاں ایک ٹینٹ کا لونی قائم کر دی جائے اور ان لوگوں کو مکمل طور پر جماعت سنبھالے۔ کم از کم دو مہینے کے لئے راشن وغیرہ اور کھانا وغیرہ بھی مہیا کرے اور ہر چیز رہائش اور کپڑے بھی۔ اس کے لئے بہر حال کوشش ہو رہی ہے۔ باقی سامان کا تو انشاء اللہ تعالیٰ انتظام ہو جائے گا بلکہ ہو گیا ہے لیکن وہاں خیمے نہیں مل رہے تھے۔ کیونکہ فوج نے اور دوسرے لوگوں نے پہلے لے لئے تھے۔ کچھ تو یہاں سے ہیومینیٹی فرسٹ UK نے 500 کے قریب خیمے خریدے ہیں۔ اسی طرح پاکستانی جماعت نے انتظام کیا ہے، چین سے منگوا رہے ہیں ہزار ڈیڑھ ہزار خیمے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ یہ لوگ اس کام کو باحسن کر سکیں اور ہمیشہ کی طرح دکھی انسانیت کی بے نفس ہو کر خدمت کر سکیں۔

ہیومینیٹی فرسٹ کی طرف سے ڈاکٹروں کا ایک گروپ تقریباً 20 ہزار پونڈ مالیت کی دوائیاں بھی ساتھ لے کر گئے ہیں جس میں پانچ ڈاکٹرز اور پیرامیڈکس کے دو آدمی شامل ہیں اور جرمنی سے دو ڈاکٹرز گئے ہیں اور ایک یہاں UK سے بھی گیا ہے جو پاکستان پہنچ چکا ہے۔ ڈاکٹروں کی ایک ٹیم امریکہ میں بھی تیار بیٹھی ہے جب بھی ان کو اشارہ ملے گا، کیونکہ روٹیشن (Rotation) میں جانا ہے، تو وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ روانہ ہو جائیں گے۔ ہیومینیٹی فرسٹ کے تحت یہاں سے کنٹینر بھی آج یا کل جانے والا ہے جس میں خیمے اور دوسرا سامان بھی ہوگا۔ یہ جو ڈاکٹر یہاں سے گئے تھے اب ان کی اطلاع ہے کہ 'باغ' جو وہاں ایک جگہ ہے وہاں وہ پہنچ چکے ہیں اور کام شروع کر دیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ نفاذ بھی اور سامان بھی ہیومینیٹی فرسٹ مہیا کرتی رہے گی۔ لیکن یہ کام اتنا بڑا اور تباہی اتنی وسیع علاقے پر ہے کہ جیسے میں بتا چکا ہوں، چھوٹی چھوٹی

این جی اوز بلکہ پوری حکومتی مشینری بھی اس کو نہیں سنبھال سکتی۔ ایسی آفتیں جب آتی ہیں تو بڑی بڑی حکومتیں بھی بحالی کا کام نہیں کر سکتیں۔ اب دیکھیں گزشتہ دنوں امریکہ میں جو دو طوفان آئے تھے، پہلے نے جو تباہی پھیلانی تھی ان کا خیال ہے کہ اس شہر کو آباد کرتے ہوئے تو کئی سال لگ جائیں گے۔ تو پاکستان کے پاس تو وسائل بھی اتنے نہیں ہیں۔ بہت تھوڑے سے وسائل ہیں اور تباہی بہت وسیع علاقے میں پھیلی ہوئی ہے۔ یہ تو اگر پوری قوم جذبے سے کام کرے، ایمانداری سے امداد کی پائی پائی بحالی پر خرچ ہو تب بھی کئی سال لگ جائیں گے۔

پاکستان کے ایک ٹی وی چینل پر ڈسکشن (Discussion) ہو رہی تھی، کوئی ایم این اے یا دوسرے سیاسی لوگ مشورے دے رہے تھے کہ ایم این ایز وغیرہ کے ڈویلپمنٹ فنڈز بحالی پر خرچ کر دیئے جائیں۔ بڑی مدد ہو جائے گی۔ کوئی صاحب کہہ رہے تھے کہ اب عید آرہی ہے، فطرانہ اس کے اوپر سارا لگا دیا جائے تو بہت اعلیٰ کام ہو جائے گا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ اس سے کچھ حد تک مدد تو مل جائے گی۔ یہ اتنی چھوٹی موٹی تو تباہی نہیں ہے۔ بحالی کے لئے تو بڑا خرچ چاہئے۔ اب مثلاً فطرانہ ہی لے لیں۔ ان کی بات سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ پاکستان کی کل آبادی تقریباً 15 کروڑ ہے اور تیس روپے کہتے ہیں فطرانہ فی کس مقرر ہے کہ اس سے بڑے پیسے جمع ہو جائیں گے۔ اول تو وہاں پر ہر شہری فطرانہ دیتا ہی نہیں۔ بہت سے غریب لوگ ہیں جو اس قابل ہی نہیں کہ دے سکیں۔ اور پھر نظام بھی ایسا ہے کہ پورا اکٹھا بھی نہیں کیا جاتا۔

اگر فرض کر لیا جائے کہ تمام فطرانہ دے دیں گے تو پھر بھی 4 ارب پچاس کروڑ روپے ہی رقم بنتی ہے۔ جبکہ ہمارے اندازے کے مطابق دو ماہ کا راشن اور ٹینٹ اور گرم کپڑے وغیرہ اگر ایک خاندان کو مہیا کئے جائیں تو 16 ہزار روپے فی خاندان کا خرچ ہے۔ پہلے تو کہہ رہے تھے کہ 40 لاکھ افراد متاثر ہوئے ہیں۔ اب کہتے ہیں 50 لاکھ۔ ابھی کسی کو اندازہ نہیں ہے۔ موتیں بھی بے تحاشہ ہیں بہر حال اگر یہ تعداد لی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ کم از کم آٹھ لاکھ خاندان متاثر ہوا ہے۔ اس حساب سے تقریباً دو ماہ کے لئے اگر ان کو کھانا پینا دینا ہو اور ٹینٹ مہیا کرنے ہوں تو تقریباً 13 ارب روپے چاہئے۔ 13 ارب روپے کا مطلب ہے 130 ملین پونڈ اگر

صرف دو مہینے کا کھانا دیں۔ اگر اپنے ڈیپلنٹ اخراجات بھی خرچ کر دیں اور سب کچھ خرچ کر دیں تب بھی ممکن نہیں ہے۔ اور ہم جب اندازہ لگاتے ہیں تو ہم تو ایک ایک پائی خرچ کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی ذاتی مفاد نہیں ہوتا۔ لیکن سرکاری کاموں میں تو بے تحاشا اخراجات ہو رہے ہوتے ہیں۔ پھر جماعت کے بہت سارے کام والٹنیزز کے ذریعے ہوتے ہیں۔ خدمت خلق کے ذریعے سے ہو رہے ہوتے ہیں۔ خدمت خلق کے جذبہ کے تحت ہو رہے ہوتے ہیں۔ دوسروں میں یہ جذبہ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ آجکل گو کہ جذبہ پیدا ہوا ہوا ہے لیکن دیکھیں کتنی دیر قائم رہتا ہے۔ تو جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ صرف دو مہینے کا خرچ ہے۔ جو تباہی آئی ہے، سڑکیں، ہسپتال، سکول اور متفرق چیزیں ان کو بحال کرنے کے لئے ایک انفراسٹرکچر بحال کرنے کی ضرورت پیش آئے گی۔ پھر لوگوں کے گھر ہیں، کاروبار ہیں، ایک خوفناک صورت حال ہے جو اس علاقے میں ہے۔ ان کے لئے تو بلینز روپوں کی ضرورت ہوگی۔ اربوں کی باتیں نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے اور آئندہ ملک کو ہر آفت سے بچائے۔ یہ سارے لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والے ہوں۔ حکومت کے ادارے بھی اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے والے ہوں۔ اور عوام کی خدمت اور بحالی کے کام میں اسی طرح اچھے نمونے قائم کریں جس طرح آج کل اظہار کیا جا رہا ہے۔ جس طرح ایک سیاسی لیڈر نے کہا کہ ان حالات میں سیاسی فائدے نہ اٹھائیں بلکہ ایک ہو کر کام کریں۔ اور بظاہر عمومی طور پر پروگراموں میں یہ نظارے ایک ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ ایک ہونا ہمیشہ قائم بھی رہے۔ اور یہ اپنے رویے مستقل طور پر ایسے ہی کر لیں۔ ایک قوم ہو کر آفت زدوں کی مدد کریں۔ سیاسی مخالفتیں اور مذہبی منافرتیں ختم کریں۔ علماء ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگانے بند کریں۔ اس سے باز آئیں۔ استغفار زیادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ مہربان ہو اور قوم کو آئندہ ہر قسم کی آفت سے محفوظ رکھے۔

ان حالات میں جب آسمانی آفات کا امکان ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ ہمارے سامنے کیا ہے۔ آپ نے کیا دعاؤں کے نمونے ان سے بچنے کے لئے قائم کئے ان کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے۔ آجکل پاکستانی اخباروں میں آتا ہے خود ان کے بعض علماء یہ مانتے

ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیں وارننگ ہے تو چاہئے کہ ایک دوسرے سے خدا کی خاطر محبت کریں اور سمجھیں کہ کیوں وارننگ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہمیشہ پناہ مانگیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں ہمیں ایک دعایوں سکھائی ہے کہ: اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں۔ میں خالص تیری پناہ چاہتا ہوں۔ میں تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا۔ بے شک تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف آپ کی ہے۔

(ابن ماجہ۔ کتاب اقامۃ الصلوٰۃ۔ باب ماجاء فی المقنوت فی الوتر)

پس اللہ کی رضا کی پناہ اور اللہ کی معافی کی پناہ میں آنے کے لئے اپنے آپ کو بدلنا چاہئے۔ سیاسی لیڈروں کو بھی، علماء کو بھی، عام آدمی کو بھی۔ آپس کی نفرتوں اور کدورتوں اور دشمنیوں کو، ایک دوسرے پر کفر کے فتوؤں کو ختم کرنا چاہئے۔ ہم احمدی بہر حال ہمدردی کے جذبے سے یہ دعا کرتے ہیں کہ جس طرح بظاہر آجکل اس آفت کی وجہ سے پوری قوم ایک ہوئی ہوئی ہے ہمیشہ ایک رہے اور اللہ کا خوف ان کے دل میں قائم ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ حال تھا کہ بارش، بادل کو دیکھ کر بھی آپ کی عجیب حالت ہو جایا کرتی تھی۔ اس کا ایک روایت میں ذکر آتا ہے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بادل یا آندھی کے آثار دیکھتے تو آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ کہتی ہیں ایک دن میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! لوگ تو بادل دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی۔ مگر میں دیکھتی ہوں کہ آپ بادل دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے عائشہ! کیا پتہ اس آندھی میں بھی ویسا ہی عذاب پوشیدہ ہو جس سے ایک قوم ہلاک ہو گئی تھی۔ اور ایک قوم ایسی گزری ہے جس نے عذاب دیکھ کر کہا تھا کہ یہ تو بادل ہے برس کر چھٹ جائے گا۔ مگر وہی بادل ان پر دردناک عذاب بن کر برسنا۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ سورۃ الاحقاف۔ باب قوله فلما رآه عارضا مستقبل اودیتهم)

پس ہم جو مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ ہیں۔ ان سب کو یہی

کہتے ہیں کہ اس اُسوہ کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے۔ اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنی چاہئے اور اس کی پناہ میں آنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دعا کا یوں ذکر کیا ہے: حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بادل، گرج اور رگڑک، سنتے تو یہ دعا کرتے کہ

”اللَّهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَلِكَ“

(ترمذی - کتاب الدعوات - باب ما يقول اذا سمع الرعد)

کہ اے اللہ! تو ہمیں اپنے غضب سے قتل نہ کرنا۔ اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کرنا اور اس سے پہلے ہمیں بچالینا۔

پھر ایک دعا کا روایت میں یوں ذکر آتا ہے:

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں جب کبھی آندھی چلتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا کرتے کہ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ“

(مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤية الريح والغيم)

اے اللہ! میں اس آندھی کی تجھ سے ظاہری اور باطنی خیر و بھلائی چاہتا ہوں اور وہ خیر بھی چاہتا ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ اور میں اس کے ظاہری و باطنی شر سے اور اس شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔

پھر آپؐ کی دعا ہے کہ:

”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ

وَجَمِيعِ سَخَطِكَ“ (مسلم، کتاب الرقاق، باب أكثر أهل الجنة الفقراء)

کہ اے اللہ! میں تیری نعمت کے زائل ہو جانے سے، تیری عافیت کے ہٹ جانے سے، تیری اچانک سزا سے اور ان سب باتوں سے پناہ مانگتا ہوں جن سے تو ناراض ہو۔

پھر ایک اور دعا آنحضرتؐ سے مروی ہے کہ:

”أَعُوذُ بِوَجْهِ اللَّهِ الْعَظِيمِ الَّذِي لَيْسَ شَيْءٌ أَعْظَمُ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللَّهِ
التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَلَا فَاجِرٌ وَبِأَسْمَاءِ اللَّهِ الْحُسْنَى كُلِّهَا مَا عَلِمْتُ مِنْهَا
وَمَا لَمْ أَعْلَمْ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَأَ وَبَرًّا“

(موطاء، امام مالک، کتاب الجامع باب مائئومرہ من التَّعوذ)

کہ میں اپنے عظیم شان والے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں کہ جس سے عظیم تر کوئی شے نہیں اور ان کامل اور مکمل کلمات کی پناہ میں بھی کہ جن سے کوئی نیک و بد تجاوز نہیں کر سکتا۔ اور اللہ کی تمام نیک صفات جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں معلوم ان سب کی پناہ طلب کرتا ہوں اس مخلوق کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا اور پھیلا یا۔

پس یہ سنت ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قائم فرما گئے اور یہ زمانہ ایسا ہے کہ ہر احمدی کو سب سے بڑھ کر یہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے اور بہت زیادہ استغفار کرنی چاہئے۔

جب 100 سال پہلے 1905ء میں کانگریس کا زلزلہ آیا تو قادیان میں بھی اس کے جھٹکے لگے تھے۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارے میں روایت میں آتا ہے کہ آپ سب گھر والوں اور دوستوں کو لے کر بڑی دیر تک نفلوں اور دعاؤں، سجدوں اور رکوع میں پڑے رہے۔ اور روایت میں آتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے سخت لرزاں و ترساں تھے۔ بڑا سخت خوف تھا۔ خشیت طاری تھی۔ اور پھر کہتے ہیں اس وقت بھی تھوڑے تھوڑے وقفے سے زلزلے کے جھٹکے محسوس ہوتے رہتے تھے۔ اس لئے آپ کا سب خدام کو لے کر تین منزلہ عمارت میں رہنا بہتر نہیں تھا، قادیان میں جو آپ کا باغ تھا وہاں چلے گئے اور خیمہ لگا کر وہاں رہے تھے۔ تو اس بات کو بھی ہر ایک احمدی کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ ہر آفت جو آتی ہے اس سے بہت زیادہ اپنے آپ کے محفوظ رہنے کے لئے بھی اور قوم کے محفوظ رہنے کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں۔ اور ان دعاؤں میں، ان سجدوں میں یقیناً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنی ان دعاؤں میں اور ان سجدوں میں قوم کے لئے بھی دعائیں کر رہے ہوں گے، بلکہ قوم کے لئے ہی کر رہے

ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ عذاب سے بچائے۔ اس لئے ہر احمدی کو ان آفات سے پناہ مانگنی چاہئے۔ اس کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے پناہ مانگنی چاہئے۔ جو دعائیں ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات کے ذریعہ پہنچی ہیں وہ بھی مانگیں اور اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگیں۔ استغفار بھی بہت کثرت سے کرنی چاہئے۔ اپنی قوم کے لئے بھی دعائیں کرنی چاہئیں جیسا کہ میں نے کہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایسی حالت میں دعا کرنے کا جو طریق سکھایا ہے اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے۔

آپ فرماتے ہیں کہ:

”جماعت کے سب لوگوں کو چاہئے (اُس وقت کے زلزلے کی کیفیت کی یہ دعا آپ نے بتائی ہے) کہ اپنی حالتوں کو درست کریں۔ توبہ و استغفار کریں اور تمام شکوک و شبہات کو دور کر کے اور اپنے دلوں کو پاک و صاف کر کے دعاؤں میں لگ جائیں اور ایسی دعا کریں کہ گویا مر ہی جائیں تاکہ خدا ان کو اپنے غضب کی ہلاکت کی موت سے بچائے۔ بنی اسرائیل جب گناہ کرتے تھے تو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کرو۔ اب اس اُمت مرحومہ سے وہ حکم تو اٹھایا گیا ہے مگر یہ اس کی بجائے ہے کہ دعا ایسی کرو کہ گویا اپنے آپ کو قتل ہی کر دو“۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 256 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ دعاؤں کے یہ معیار حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آجکل رمضان کا بابرکت مہینہ بھی ہے اور اس میں قبولیت دعا کے بھی خاص مواقع ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مہینہ عطا فرمایا ہوا ہے۔ اس لئے ان دنوں میں خاص طور پر دنیا کی ہدایت اور تباہی سے بچنے کے لئے ہر احمدی کو دعا کرنی چاہئے۔ اور اپنے آپ کو بھی ہر آفت سے محفوظ رکھنے کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو دعا کرنے کی توفیق بھی دے اور محض اور محض اپنے فضل سے ان دعاؤں کو قبول بھی فرمائے۔

